HABIBIA ISLAMICUS
(The International Journal of Arabic &Islamic Research) (Quarterly) Trilingual (Arabic, English, Urdu) ISSN:2664-4916 (P) 2664-4924 (E)
Home Page: http://habibiaislamicus.com
Approved by HEC in Y Category
Indexed with: IRI (AIOU), Australian Islamic Library, ARI, ISI, SIS, Euro pub.
PUBLISHER HABIBIA RESEARCH ACADEMY
Project of **JAMIA HABIBIA INTERNATIONAL,** Reg. No: KAR No. 2287 Societies Registration Act XXI of 1860 Govt. of Sindh, Pakistan.
Website: www.habibia.edu.pk,
This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

TOPIC:

THE HADITH OF THE PROPHET (PEACE BE UPON HIM) IN SHARI'AH

شریعت میں حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام

AUTHORS:
1. *Muhammad Dawood Rehmani, Research Scholar Federal Urdu University, Karachi. Email ID: Dawood.Rehmani@gamil.com*

How to Cite: *Rehmani, Muhammad Dawood ,. 2022. "U-5: THE HADITH OF THE PROPHET (PEACE BE UPON HIM) IN SHARI'AH: شريعت ميں حديث نبوى صلى الله عليه وسلم كامقام". Habibia Islamicus (The International Journal of Arabic and Islamic Research) 6 (4):51-64.*
https://doi.org/10.47720/hi.2022.0604u05.
URL: https://habibiaislamicus.com/index.php/hirj/article/view/283
Vol. 6, No.4 || October –December2022 || P. 51-64
Published online: 2022-12-30

QR. Code

THE HADITH OF THE PROPHET (PEACE BE UPON HIM) IN SHARI'AH

شریعت میں حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام

Muhammad Dawood Rehmani,

ABSTRACT:
In order to protect the religion of Islam, Allah Ta'ala gave the opportunity to the great Hadith scholars to collect the sayings, actions, and speeches of the Messenger of Allah (may God bless him and grant him peace). The scholar would leave his family, go on long journeys, and collect what he found from the Prophet ﷺ and his Companions, arrange them, establish the distinction of correct writing, and develop the art of knowledge of men. As a result, the accounts of all the narrators were collected in detail, the fruit of his hard work. It is said that the Sunnah of Muhammad Arabi ﷺ reached us safely and soundly. The source is that Allah Almighty created such geniuses in this Ummah who memorized millions of Hadiths with both the chain of transmission and their full texts at the same time. They researched all the Hadiths and separated the authentic and weak Hadiths, determined the false and fabricated Hadiths, and prepared a rich, unparalleled, and safe collection of blessed Hadiths for the Ummah. Thanks to the efforts of the nobles, this collection of blessed Hadiths have reached us in safe hands, as it is safe, and God willing, it will remain safe until the dawn of judgment.

KEYWORDS: *Hadiths, Shairia and Hadith, Value of Hadith of the Holy Prophet, Authority of Hadith.*

اس دین متین کے حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالی نے خود اپنے ذمہ لی ہے، اس طور پر کہ اللہ تعالیٰ نظام کن سے اس کی حفاظت کرسکتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے اس دین کی حفاظت کے لیے ے علمائے حدیث کو یہ موقع دیا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال، افعال اور تقاریر کو جمع کریں۔ اور یہ جمع دنیوی حد تک بصورت حفاظت دین تا قیامت جاری ہے گی، اسی لئے جمع حدیث کے ساتھ انہوں نے تمام احادیث کی تحقیق کی اور صحیح اور ضعیف احادیث کو الگ الگ کیا، جھوٹی اور من گھڑت احادیث کا تعین کیا اور امت کے لیے احادیث مبارکہ کا ایک بھرپور، بے مثال اور محفوظ ذخیرہ تیار کیا۔ احادیث مبارکہ کی کاوشوں کی بدولت یہ مبارک احادیث محفوظ ہاتھوں میں ہم تک پہنچی ہیں، اور انشاء اللہ قیامت تک محفوظ رہے گی۔

حدیث کی لغوی تعریف: لفظ "حدیث" لغوی لحاظ سے "قدیم" کا ضد ہے، جیسا کہ علامہ سخاویؒ نے فتح المغیث میں فرمایا ہے: ﴿الحدیث: لغة ضد القدیم﴾[1]

علامہ جوہریؒ صاحبِ صحاح لکھتے ہیں: ﴿الحدیث: لغة هو الکلام قلیله أو کثیره﴾[2] یعنی باعتبار لغت کے حدیث ہر قسم کے کلام کو کہا جاتا ہے، چاہے وہ کم یا زیادہ ہو۔

مشہور لغوی محقق قاضی ابو البقاء کے بیان کے مطابق حدیث کا لفظ لغتاً اسم ہے، اور تحدیث سے مأخوذ ہے، جس کا معنی ہے "خبر دینا"، لفظ "حدیث" کو جیسے بھی تبدیل کیا جائے، اس میں خبر دینے کا مفہوم ضرور ہو گا[3]، قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿فلیأتوا بحدیث مثله﴾[4] اسی طرح سورۃ الزمر میں ہے: ﴿الله نزل أحسن الحدیث کتابا متشابها مثانی﴾[5]

حدیث کی اصطلاحی تعریف: اصطلاحی اعتبار سے حدیث کی متعدد تعریفیں کی گئی ہیں، ان میں چند مشہور تعریفیں درج ذیل ہیں:

علماء اصولیین کے نزدیک حدیث کی اصطلاحی تعریف: ﴿أقوال رسول الله صلى الله عليه وسلم وأفعاله﴾[6]

یعنی رسول ﷺ کے اقوال اور افعال کو کہا جاتا ہے، افعال میں تقریر النبی ﷺ بھی داخل ہے، اس تعریف کے مطابق آپ ﷺ کے احوال اختیاریہ تو حدیث کی تعریف میں داخل ہے، البتہ احوال غیر اختیاریہ والی روایات حدیث سے خارج ہوتی ہیں، جیسے آپ ﷺ کا حلیہ مبارک اور آپ کی ولادت وفات کا وغیرہ کا بیان، لیکن ان روایات کا حدیث کی اصطلاحی تعریف سے خارج ہونا ان کے حق میں باعث نقص نہیں ہے، کیونکہ علماء اصولیین احادیث مبارکہ سے "من حیث استنباط الأحکام" کے اعتبار بحث کرتے ہیں، لہذا جن روایات سے کوئی حکم شرعی مستنبط نہ ہو، علماء اصولیین کے نقطۂ نظر سے ایسی روایات کا حدیث کی تعریف سے خارج ہونے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

علماء محدثین کے نزدیک حدیث کی اصطلاحی تعریف:

اس کے برعکس حضرات محدثین آپ ﷺ کے احوال اختیاریہ وغیر اختیاریہ میں کوئی فرق نہیں کرتے، اور ان کا مقصد استنباط احکام نہیں بلکہ آپ ﷺ سے منسوب ہر قسم کی روایات کو جمع کرنا مقصود ہوتا ہے، اس لحاظ سے محدثین نے حدیث کی کئی تعریفیں کی ہیں، جن میں سے ذیل میں دو مشہور تعریفیں ذکر کی جاتی ہیں:

پہلی تعریف: علامہ بدرالدین عینیؒ نے عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری میں حدیث کی تعریف یوں کی ہیں: ﴿فهو علم يعرف به أقوال رسول صلى الله عليه وسلم وأفعاله وأحواله﴾[7] یعنی حدیث اس علم کا نام ہے، جس کے ذریعے رسول ﷺ کے افعال واقوال اور احوال پہچانے جاتے ہیں، لہذا یہ تعریف احوال غیر اختیاریہ کو بھی شامل ہوگئی، لیکن اس تعریف میں پھر بھی قدرے اختصار ہے۔

دوسری تعریف: علامہ شمس الدین حافظ سخاویؒ نے اس تعریف کو اور عام کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ﴿ما أضيف إلى النبي صلى الله عليه وسلم قولاً له أو فعلاً أو تقريرًا أو صفةً، حتى الحركات والسكنات في اليقظة والمنام﴾[8] یعنی ہر وہ قول، فعل، تقریر یا صفت حتی کہ حرکات وسکنات چاہے بیداری کی حالت میں ہو یا حالت نوم میں جو نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب ہو، اس کو حدیث کہا جاتا ہے۔

حدیث کی وجہ تسمیہ: حدیث کو حدیث کہنے کی وجہ اور اس کے معنی لغوی اور معنی اصطلاحی میں مناسبت کے بارے میں عموماً تین اقوال ذکر کئے جاتے ہیں:

پہلا قول: حافظ ابن حجرؒ فتح الباری میں اور حافظ سخاویؒ فتح المغیث میں فرماتے ہیں کہ: "حدیث چونکہ قدیم کی ضد ہے، اس لئے کلام الرسول ﷺ کو کلام اللہ کے مقابلے میں حدیث کہا جاتا ہے، کیونکہ کلام اللہ قدیم ہے۔"[9]

دوسرا قول: لفظ حدیث قرآن کریم کی آیت کریمہ ﴿وأما بنعمة ربك فحدث﴾[10] سے ماخوذ ہے، یہاں "نعمة" سے مراد شریعت کی

"محدث" سے تعبیر کیا گیا ہے، اس لیے آپ ﷺ کے اقوال، افعال، تقاریر اور صفات جو در حقیقت بیانِ شریعت کے لئے ہے، ان سب پر حدیث کا اطلاق کیا گیا ہے، اسی وجہ سے حدیث کو "حدیث" کہتے ہیں۔

تیسرا قول: آپ ﷺ کے اقوال، افعال، تقاریر اور صفات پر حدیث کا اطلاق آپ ﷺ کے ارشادات سے ماخوذ ہے، کیونکہ آپ ﷺ نے خود اپنے اقوال وافعال کے لئے لفظ "حدیث" کا استعمال فرمایا، چنانچہ جناب نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ:﴿حدثوا عني ولا حرج﴾[11] "یعنی میری طرف سے حدیث بیان کرو، اور اس میں کوئی حرج کی بات نہیں ہے۔"

اسی طرح نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:﴿من حفظ علی أمتي أربعين حديثًا في أمر دينها، بعثه الله فقيها، وكنت له يوم القيامة شافعا وشهيدا﴾[12] "یعنی میری امت میں سے جو شخص دینی احکام سے متعلق چالیس احادیث یاد کرے گا، اللہ تعالیٰ اسے فقیہ اٹھائے گے، اور بروز قیامت میں اس کے حق سفارشی اور گواہ ہوں گا۔"

اسی طرح اور بھی دیگر روایات ہیں، جن میں آپ ﷺ نے اپنے فرمودات کے لئے "حدیث" کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ ان روایات سے یہ بات معلوم ہوئی کہ حدیث کی اصطلاح یہ کوئی نئی اصطلاح نہیں ہے، بلکہ خود نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے، اسی وجہ سے حدیث کو "حدیث" کہا جاتا ہے۔

حدیث کی عظمت ومقام قرآن کریم کی رو سے: حدیث کے مقام اور مرتبت کے لئے یہی کافی ہے کہ آپ ﷺ کی سنت مبارکہ قرآن کریم کی عملی اور قولی تشریح ہے، قرآن کریم کی بہت ساری آیتوں میں رسول ﷺ کی اطاعت کی فرض قرار دے کر سنت کی اہمیت کو اجاگر کیا گیا ہے، ذیل میں چند آیتیں بطور نمونہ ذکر کیے جاتے ہیں:

۱۔﴿وما كان ليطلعكم على الغيب ولكن الله يجتبي من رسله من يشاء فآمنوا بالله ورسله وإن تؤمنوا وتتقوا فلكم أجر عظيم﴾[13]

ترجمہ: اور وہ ایسا بھی نہیں کر سکتا کہ تم کو (براہ راست) غیب کی باتیں بتادے، ہاں! وہ (جتنا مناسب سمجھتا ہے، اس کے لئے) اپنے پیغمبروں میں سے جس کو چاہتا ہے چن لیتا ہے۔ لہذا تم اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھو۔ اور اگر ایمان رکھو گے اور تقوی اختیار کروگے تو زبردست ثواب کے مستحق ہوگے۔

۲۔﴿يأيها الناس قد جاء كم الرسول بالحق من ربكم فآمنوا خيرا لكم وإن تكفروا فإن لله ما في السموات والأرض وكان الله عليما حكيما﴾[14]

ترجمہ: اے لوگو! یہ رسول تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے حق لے کر آگئے ہیں۔ اب (ان پر) ایمان لے آؤ، کہ تمہاری بھلائی اسی میں ہے۔ اور اگر (اب بھی) تم نے کفر کی راہ اپنائی تو (خوب سمجھ لو کہ) تمام آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے اللہ ہی کا ہے، اور اللہ علم اور حکمت دونوں کا مالک ہے۔

۳۔﴿قل يأيها الناس إني رسول الله إليكم جميعا الذي له ملك السماوات والأرض لا إله إلا هو يحيي ويميت فآمنوا بالله ورسوله النبي الأمي الذي يؤمن بالله وكلماته واتبعوه لعلكم تهتدون﴾[15]

ترجمہ (اے رسول! ان سے) کہو کہ: اے لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں جس کے قبضے میں تمام آسمانوں اور زمین کی سلطنت ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ وہی زندگی اور موت دیتا ہے۔ اب تم اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لے آؤ جو نبی امی ہے، اور جو اللہ پر اور اس کے کلمات پر ایمان رکھتا ہے، اور اس کی پیروی کرو، تاکہ تمہیں ہدایت حاصل ہو۔

۴۔﴿إنما المؤمنون الذين آمنوا بالله ورسوله وإذا كانوا معه على أمر جامع لم يذهبوا حتى يستأذنوه ۚ إن الذين يستأذنونك أولئك الذين يؤمنون بالله ورسوله ۚ فإذا استأذنوك لبعض شأنهم فأذن لمن شئت منهم واستغفر لهم الله ۚ إن الله غفور رحيم﴾[16]

ترجمہ: مؤمن تو وہ لوگ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول کو دل سے مانتے ہیں، اور جب رسول کے ساتھ کسی اجتماعی کام میں شریک ہوتے ہیں تو ان سے اجازت لیے بغیر کہیں نہیں جاتے۔ (اے پیغمبر!) جو لوگ تم سے اجازت لیتے ہیں، یہی ہے وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول کو دل سے مانتے ہیں۔ چنانچہ جب وہ اپنے کسی کام لئے تم سے اجازت مانگیں تو ان میں سے جن کا چاہو اجازت دے دیا کرو، اور ان کے لئے اللہ سے مغفرت کی دعا کیا کرو، یقیناً اللہ بہت بخشنے والا بڑا مہربان ہے۔

۵۔﴿ويقولون آمنا بالله وبالرسول وأطعنا ثم يتولى فريق منهم من بعد ذلك وما أولئك بالمؤمنين﴾[17]

ترجمہ: اور یہ (منافق) لوگ کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور رسول پر ایمان لے آئے ہیں اور ہم فرماں بردار ہیں پھر ان میں سے ایک گروہ اس کے بعد منہ موڑ لیتا ہے۔ یہ (حقیقت میں) مؤمن نہیں ہیں۔

٦۔﴿لقد كان لكم في رسول الله أسوة حسنة لمن كان يرجو الله واليوم الآخر وذكر الله كثيرًا﴾[18]

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ تمہارے لئے رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی ذات میں ایک بہترین نمونہ ہے، ہر اس شخص کے لئے جو اللہ سے اور یوم آخرت سے امید رکھتا ہو، اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرتا ہو۔

۷۔﴿ومن يطع الله والرسول فأولئك مع الذين أنعم الله عليهم من النبيين والصديقين والشهداء والصالحين وحسن أولئك رفيقا﴾[19]

ترجمہ: جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریں گے وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام نازل فرمایا ہے، یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین۔ کیسے اچھے ہیں یہ رفیق جو کسی کو میسر آئیں۔

ان آیات مبارکہ سے چند امور مستفاد ہوئے:۔

ا۔ نبی اکرم صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی اطاعت فرض ہے، اور ظاہر ہے کہ یہ اطاعت آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے بیان کردہ تشریح کو دل وجان سے ماننے سے ہی ہوتی ہے۔

۲۔ آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے لائے ہوئے طریقے سے روگردانی، انکار اور اعراض کرنے والوں سے ایمان کی نفی کردی گئی ہے، یہ بھی سنت کے عظیم مقام اور بلند رتبے کے لئے واضح دلیل ہے۔

۳۔ آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی حیات طیبہ کو تمام مسلمانوں کے لئے ایسا بہترین عملی نمونہ قرار دیا ہے، جو دنیا وآخرت میں کامیابی کا ضامن ہے۔

۴۔ آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی اطاعت اور آپ کی سنت اور طریقے کو اپنانے سے متعلق بے شمار آیتیں وارد ہوئی ہیں، اور اس کی مخالفت کرنے والوں کے لئے سخت وعیدیں آئی ہیں، چنانچہ قرآن کریم میں ارشاد خداوندی ہے:

﴿لا تجعلوا دعاء الرسول بينكم كدعاء بعضكم بعضًا ۚ قد يعلم الله الذين يتسللون منكم لواذا ۚ فليحذر الذين يخالفون عن أمره أن يصيبهم فتنة أو يصيبهم عذاب أليم﴾[20]

ترجمہ:(اے لوگو!) اپنے درمیان رسول کے بلانے کو ایسا (معمولی) نہ سمجھو جیسے تم آپس میں ایک دوسرے کو بلالیا کرتے ہو۔ اللہ تم میں سے ان لوگوں کو خوب جانتا ہے، جو ایک دوسرے کی آڑ لے کر چپکے سے کھسک جاتے ہیں۔ لہذا جو لوگ اس کے حکم کی خلاف ورزی ہیں، ان کو اس بات سے ڈرنا چاہیے کہ کہیں ان پر کوئی آفت نہ آپڑے، یا انہیں کوئی دردناک عذاب نہ آپکڑے۔

اسی طرح ایک اور آیت میں اللہ رب العزت کا ارشاد ہے: ﴿ومن يطع الله ورسوله يدخله جنات تجري من تحتها الأنهار ومن يتول يعذبه عذابا أليما﴾[21] جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا، تو اسے اللہ تعالیٰ ایسی جنتوں میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ اور جو منہ پھیرے گا، اسے وہ دردناک عذاب دے گا۔

ان دو آیات میں اللہ تعالیٰ نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت پر ہمیشہ ہمیشہ کی جنت اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی پر عذاب کا فیصلہ فرمایا۔

حدیث کی اہمیت و مقام احادیث نبویہ ﷺ کی روشنی میں: مندرجہ بالا آیات مبارکہ سے حدیث کی عظمت و مقام ذکر کرنے بعد چند احادیث ذکر کی جاتی ہے، جس سے حدیث نبوی ﷺ کی اہمیت اور مرتبہ روز روشن کی طرح عیاں ہو جائے:۔

۱۔عن زيد بن ثابت۔ رضی اللہ عنہ۔ أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ﴿نضر الله امرأ سمع منا حديثا فحفظه، وبلغه غيره، فرب حامل فقه ليس بفقيه﴾[22]۔

۲۔عن عبد الرحمن بن عبد الله بن مسعود۔ رضی اللہ عنہ۔ عن أبيه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ﴿نضر الله امرأ سمع منا حديثا فحفظه حتى يبلغه فرب مبلغ أوعى من سامع﴾[23]۔

یعنی اللہ تعالیٰ اس بندے کو خوش و خرم رکھے، جس نے ہم سے کوئی حدیث سنی، پھر اسے یاد رکھا ہو، اور پھر اسے دوسروں تک پہنچایا ہو، کیونکہ بہت سے پہنچائے گئے لوگ سننے والوں سے زیادہ اس بات کو یاد رکھنے والا ہوتا ہے۔

ان دونوں احادیث مبارکہ میں نبی کریم ﷺ نے احادیث پڑھنے اور پڑھانے والوں کے لئے دعائے خیر فرمائی ہے، اس سے بڑھ کر اس علم کی شرافت اور کیا ہو سکتی ہے۔

۳۔عن عبد الله بن مسعود۔ رضی اللہ عنہ۔ قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ﴿أولى الناس بي يوم القيامة أكثرهم عليّ صلاةً﴾[24]

"یعنی قیامت میں حضور پاک ﷺ کا قرب ان لوگوں کو زیادہ نصیب ہو گا جو آپ ﷺ پر زیادہ درود بھیجنے والے ہوں گے"، اور یہ بات پوشیدہ نہیں کہ حدیث پڑھنے اور پڑھانے والوں سے زیادہ آپ ﷺ پر کوئی دوسرا درود بھیجنے والا نہیں ہے۔

۴۔عن عبد الله بن عباس۔ رضی اللہ عنہ۔ قال: قال النبي الله صلى الله عليه وسلم: ﴿اللهم ارحم خلفائي، قلنا: يا رسول الله، من خلفاؤك؟ قال: الذين يأتون من بعدي، يروون أحاديثي ويعلمونها الناس﴾[25]

یعنی اللہ تعالیٰ رحم فرمائے میرے خلفاء پر، ہم نے کہا: یا رسول اللہ! آپ کے خلفاء کون ہیں؟ فرمایا: جو میرے بعد آئیں گے، میری احادیث کو پڑھیں گے، اور لوگوں کو سکھلائیں گے۔

آپ ﷺ کی اطاعت کا حکم مستقلاً ہے: قرآن کریم کی بہت سی آیتوں میں فقط آپ ﷺ کی اطاعت کا حکم مذکور ہے، اور بعض آیتوں میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے حکم کے ساتھ مذکور ہے، مگر وہاں بھی فعل الگ ذکر کر کے اس طرف اشارہ کر دیا ہے کہ آپ ﷺ کی اطاعت کا حکم مستقلاً ہے نہ کہ ضمناً وتبعاً، جیسا کہ اولی الأمر کی اطاعت کا حکم ضمناً وتبعاً ہے۔

چنانچہ علامہ ابن قیمؒ اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے رقم طراز ہیں: "وقال الله تعالى: ﴿يا أيها الذين آمنوا أطيعوا الله وأطيعوا الرسول وأولي الأمر منكم... الخ﴾،

فأمر تعالى بطاعته وطاعة رسوله، وأعاد الفعل إعلاما بأن طاعة الرسول تجب استقلالا من غير عرض ما أمر بي على الكتاب، بل إذا أمر وجبت طاعته مطلقا، سواء كان ما أمر به في الكتاب أو لم يكن فيه، فإنه أوتي الكتاب ومثله معه، ولم يأمر بطاعة أولي الأمر استقلالا، بل حذف الفعل وجعل طاعتهم في ضمن طاعة الرسول؛ إيذانا بأنهم إنما يطاعون تبعا لطاعة الرسول، فمن أمر منهم بطاعة الرسول وجبت طاعته، ومن أمر بخلاف ما جاء به الرسول فلا سمع له وطاعة... الخ۔"[26]

ذیل میں چند آیات کے ذکر پر اکتفاء کیا جاتا ہے:۔

۱۔﴿قل إن كنتم تحبون الله فاتبعوني يحببكم الله ويغفر لكم ذنوبكم﴾[27]

ترجمہ: (اے پیغمبر!) کہہ دو کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا، اور تمہارے گناہوں کو معاف کر دے گا۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اطاعتِ رسول کو حبِ الٰہی کا معیار قرار دیا، یعنی اللہ تعالیٰ سے محبت رسول اکرم ﷺ کی اطاعت میں ہے۔

۲۔﴿من يطع الرسول فقد أطاع الله ۖ ومن تولى فما أرسلناك عليهم حفيظا﴾[28]

ترجمہ: جس شخص نے رسول اللہ کی اطاعت کی، اس نے دراصل اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی، اور جو اطاعت سے منہ پھیر لے تو (اے پیغمبر!) ہم نے تمہیں ان پر نگران بنا کر نہیں بھیجا۔

۳۔﴿قل أطيعوا الله والرسول فإن تولوا فإن الله لا يحب الكافرين﴾[29]

ترجمہ آپ فرمادیں کہ اللہ اور رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اطاعت کرو پھر اگر وہ روگردانی کریں تو اللہ کافروں کو پسند نہیں کرتا ہے۔

۴۔﴿يا أيها الذين آمنوا أطيعوا الله وأطيعوا الرسول ولا تبطلوا أعمالكم﴾[30]

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو، اور اپنے اعمال کو برباد نہ کرو۔

۵۔﴿وأطيعوا الله وأطيعوا الرسول فإن توليتم فإنما على رسولنا البلاغ المبين﴾[31]

ترجمہ: اور تم اللہ کی اطاعت کرو، اور رسول کی اطاعت کرو، اور اگر تم نے منہ موڑا تو ہمارے رسول کی ذمہ داری صاف صاف پہنچا دینا ہے۔

۶۔﴿يا أيها الذين آمنوا أطيعوا الله وأطيعوا الرسول وأولي الأمر منكم فإن تنازعتم في شيء فردوه إلى الله و الرسول إن كنتم تؤمنون بالله واليوم الآخر ذلك خير وأحسن تأويلا﴾[32]

ترجمہ: اے ایمان والو !اللہ کی اطاعت کرو اور رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی بھی اطاعت کرو اور تم میں سے جو صاحب اختیار ہو، ان کی بھی، پھر اگر کسی مسئلہ میں تم باہم اختلاف کرو تو اسے (حتمی فیصلہ کے لئے) اللہ اور رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف لوٹا دو اگر تم اللہ پر اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتے ہو، (تو) یہی (تمہارے حق میں) بہتر اور انجام کے لحاظ سے بہت اچھا ہے۔

قرآن کریم میں کم و بیش تینتالیس مواضع میں اطاعت نبی ﷺ کا ذکر آیا ہے، اس کے علاوہ بہت سی احادیث میں آپ ﷺ نے اپنی اطاعت کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے، سارے انبیاء کے سردار و آخری نبی حضور اکرم ﷺ نے بھی قرآن کریم کے ساتھ سنت رسول ﷺ کی اتباع کو ضروری قرار دیا ہے۔

حدیث کی تقریباً ہر کتاب میں نبی اکرم ﷺ کے ارشادات اس بارے میں تواتر کے ساتھ موجود ہیں، بعض محدثین نے اس عنوان سے مستقل باب قائم کرکے کر بہت سی احادیث ذکر فرمائی ہیں، ذیل میں چند احادیث ذکر کی جاتی ہیں:

١۔عن أبي هريرة ـ رضي الله عنه ـ قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ﴿من أطاعني فقد أطاع الله، ومن عصاني فقد عصا الله، ومن أطاع الأمير فقد أطاعني، ومن يعص الأمير فقد عصاني﴾[33]

یعنی رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی، اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی، اور جس نے امیر اطاعت کی گویا کہ اس نے میری اطاعت کی، اور جس نے امیر کی نافرمانی کی گویا کہ اس نے میری نافرمانی کی۔

٢۔عن أبي هريرة ـ رضي الله عنه ـ قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ﴿كل أمتي يدخلون الجنة إلا من أبى، قالوا: يا رسول الله، ومن يأبى؟ قال: من أطاعني دخل الجنة، ومن عصاني فقد أبى﴾[34]

یعنی رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری امت کے تمام افراد جنت میں جائیں گے، سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے انکار کیا، آپ ﷺ سے کہا گیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! دخولِ جنت سے کون انکار کر سکتا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہو گیا، اور جس نے میری نافرمانی کی، اس نے (دخول جنت سے) انکار کیا۔

٣۔عن أبي هريرة ـ رضي الله عنه ـ قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ﴿ما نهيتكم عنه فاجتنبوه، وما أمرتكم به فافعلوا منه ما استطعتم...الخ﴾[35]

یعنی رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب میں تمہیں کسی چیز سے روکوں تو اس سے باز آجاؤ اور جب میں تمہیں کسی کام کا حکم دوں تو حسب استطاعت اس کی تعمیل کرو۔

٤۔﴿عن العرباض بن سارية قال صلى بنا رسول الله صلى الله عليه وسلم ذات يوم، ثم أقبل علينا بوجهه فوعظنا موعظة بليغة ذرفت منها العيون ووجلت منها القلوب، فقال رجل: يا رسول الله، أ كان هذه موعظة مودع؟ فأوصنا، فقال: أوصيكم بتقوى الله والسمع والطاعة وإن كان عبدًا حبشيًا فإنه من يعش منكم بعدي فسيرى إختلافًا كثيرًا فعليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين تمسكوا بها وعضوا عليها بالنواجذ وإياكم ومحدثات الأمور فإن كل محدثة بدعة وكل بدعة ضلالة﴾[36]

یعنی عرباض بن ساریہؓ سے روایت ہے، انھوں نے یہ بیان کیا کہ ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی، پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف متوجہ ہوئے، اور ایک نہایت موثر خطبہ دیا: جس سے آنکھیں اشک بار ہو گئیں اور دل کانپ اٹھے۔ مجمع میں سے ایک شخص بولا: حضور! یہ تو ایک وداعی خطبہ معلوم ہوتا ہے پس ہمیں کچھ وصیت کیجیے۔ آپ نے فرمایا: میں تمھیں اللہ سے ڈرتے رہنے اور اپنے صاحب امر کی بات ماننے اور اس کی اطاعت کرتے رہنے کی وصیت کرتا ہوں، اگرچہ تمہارا صاحب امر کوئی حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو۔ تم میں سے جو لوگ میرے بعد زندہ رہیں گے، وہ اب اور تب میں بڑا فرق محسوس کریں گے، تو تم میری سنت کی اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت کی پیروی کرنا، اس کو مضبوطی سے تھامنا اور دانت سے پکڑنا اور دین میں جو نئی باتیں داخل کی جائیں، ان سے خبر دار رہنا، کیونکہ ہر ایسی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

۵۔عن المقدام بن معدیکرب الکندی۔ رضی اللہ عنہ۔ أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: ﴿یوشك الرجل متکئا علی أریکتہ، یحدث بحدیث من حدیثی، فیقول: بیننا وبینکم کتاب اللہ ۔عزوجل۔، فما وجدناہ فیہ من حلال استحللناہ وما وجدنا فیہ من حرام حرمناہ. ألا وإن ما حرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثل ما حرم اللہ﴾[37]

یعنی عنقریب ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ کوئی شخص اپنی گدی پر ٹیک لگایا ہوا ہو گا، میری احادیث میں سے کوئی حدیث روایت کرے گا، اور کہے گا کہ: ہمارے اور تمہارے درمیان اللہ کی کتاب ہی کافی ہے، جو اس میں حلال پائیں گے اسے حلال سمجھیں گے، اور جو اس میں حرام پائیں گے، اسے حرام مانیں گے، سنو! بیشک جو چیز اللہ کے رسول ﷺ نے حرام کیا ہے، وہ ایسے ہی ہیں جیسا اللہ نے حرام کیا ہے۔

غرضیکہ قرآن کریم کی ان آیات مبارکہ اور بے شمار احادیث مبارکہ سے یہ بات واضح ہوگئی کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے ساتھ رسول ﷺ کی اطاعت بھی ضروری ہے، اور آپ ﷺ کی اطاعت کا حکم مستقلا ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کی اطاعت رسول اکرم ﷺ کی اطاعت کے بغیر ممکن ہی نہیں ہے، اللہ تعالیٰ نے ہمیں رسول ﷺ کی اطاعت کا حکم دیا، اور رسول کی اطاعت جن واسطوں سے ہم تک پہونچی ہے یعنی احادیث کا ذخیرہ، ان پر اگر کوئی شک وشبہ کرے تو یہ قرآن کریم کی ان آیات کا انکار ہے، یا زبانِ حال سے یہ کہا جارہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایسی چیز کا حکم دیا ہے، یعنی اطاعت رسول، جو ہمارے اختیار میں نہیں ہے۔ چنانچہ حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ قرآن کریم کی آیت ﴿وأقیموا الصلاۃ واتوا الزکوۃ وأطیعو الرسول۔۔۔الخ﴾ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "اللہ تعالی نے اقامت صلوۃ اور ایتاء زکوۃ کے بعد اطاعت رسول ﷺ کا حکم دے کر اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ آپ ﷺ کی اطاعت نماز وروزہ کی طرح فرض ہے۔"[38]

حجیت حدیث : حجیت کے معنی استدلال (کسی حکم کو ثابت کرنا) کرنے کے ہیں، یعنی قرآن کریم کی طرح حدیث نبوی سے بھی عقائد واحکام وفضائل اعمال ثابت ہوتے ہیں، البتہ اس کا درجہ قرآن کریم کے بعد ہے۔

گزشتہ تفصیل سے یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ جس طرح ایمان کے معاملہ میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے درمیان تفریق نہیں کی جاسکتی ہے، کہ ایک کو مانا جائے اور دوسرے کو نہ مانا جائے۔ ٹھیک اسی طرح کلام اللہ اور کلام رسول کے درمیان بھی کسی تفریق کی کوئی

گنجائش نہیں ہے کہ ایک کو واجب الاطاعت مانا جائے اور دوسرے کو نہ مانا جائے؛ کیونکہ ان دونوں میں سے کسی ایک کے انکار پر دوسرے کا انکار خود بخود لازم آئے گا، خدائی غیرت گوارا نہیں کرتی کہ اس کے کلام کو تسلیم کرنے کا دعویٰ کیا جائے مگر اس کے نبی کے کلام کو تسلیم نہ کیا جائے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک کلام میں صاف صاف بیان فرمادیا:﴿فإنهم لايكذبونك ولكن الظالمين بآيات الله يجحدون﴾[39]

ترجمہ: پس اے نبی! یہ لوگ آپ کے کلام کو نہیں ٹھکراتے بلکہ یہ ظالم اللہ کی آیتوں کے منکر ہیں۔

غرضیکہ قرآن کریم پر ایمان اور اس کے مطابق عمل کرنے کی طرح احادیث نبویہ پر ایمان لانا اور ان کے مطابق زندگی گزارنا ایمان کی تکمیل کے لئے ضروری ہے؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ عہدہ دیا کہ آپ کی زبان مبارک سے جس چیز کی حلت کا اعلان ہوگیا وہ حلال ہے اور جس کو آپ ﷺ نے حرام فرمادیا وہ حرام ہے۔

نیز اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر اپنے پاک کلام میں بیان فرمادیا کہ قرآن کریم کے پہلے مفسر حضور اکرم ﷺ ہیں، خدائے علیم وخبیر کا ارشاد ہے:
﴿وأنزلنا إليك الذكر لتبين للناس ما نزل إليهم﴾[40]ترجمہ: اور ہم نے اتارا آپ کی طرف قرآن؛ تاکہ آپ لوگوں کے سامنے اسے خوب واضح کردیں۔

اس فرمان الٰہی سے معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ کی رسالت کا مقصد عظیم قرآن محکم کے معانی ومراد کا بیان اور وضاحت ہے، آپ ﷺ نے اس فرض کو اپنے قول وفعل وغیرہ سے کس طور پر پورا فرمایا، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اسے ایک مختصر مگر انتہائی بلیغ جملہ میں یوں بیان کیا ہے:﴿كان خلقه القرآن﴾ یعنی آپ کی برگزیدہ ہستی مجسم قرآن تھی۔

لہٰذا اگر قرآن حجت ہے (اور بلاریب وشک حجت ہے)، تو پھر اس میں بھی کوئی تردد وشبہ نہیں ہے کہ اس کا بیان بھی حجت ہوگا، آپ نے جو بھی کہا ہے، جو بھی کیا ہے، وہ حق ہے، دین ہے، ہدایت ہے، اور نیکی ہی نیکی ہے، اس لئے آپ کی زندگی جو مکمل تفسیر کلام ربانی ہے آنکھ بند کرکے قابل اتباع ہے، جن کی اطاعت قیامت تک آنے والے ہر انسان کے لئے لازم اور ضروری ہے، اور حضور اکرم ﷺ کی اطاعت آپ ﷺ کے اقوال وافعال کے مطابق زندگی گزارنا ہی ہے، اور آپ ﷺ اقوال وافعال ہمیں ذخیرۂ حدیث میں ہی ملتے ہیں، اس حدیث کا حجت ہونا روز روشن کی طرح عیاں ہیں۔

حجیت حدیث پر قرآن کریم سے مستدلات: ذیل میں چند آیتیں ذکر کی جاتی ہیں، جو کہ حجیت حدیث واضح دلائل ہیں:۔

ا۔﴿وماينطق عن الهوى﴾﴿إن هو إلا وحي يوحى﴾[41] اور یہ اپنی خواہش سے کچھ نہیں بولتے، یہ تو خالص وحی ہے جو ان کے پاس بھیجی جاتی ہے۔
یہ آیت اس بات کی واضح دلیل ہے کہ آپ ﷺ کی تمام باتیں از قبیل وحی اور اللہ تعالی کی طرف سے ہے، صرف فرق یہ ہے کہ ان میں سے بعض کو وحی متلو اور بعض وحی غیر متلو کہا جاتا ہے، چنانچہ امام غزالیؒ لکھتے ہیں:

"الأصل الثاني من أصول الأدلة سنة رسول الله۔ صلى الله عليه وسلم۔، وسنة رسول الله۔ صلى الله عليه وسلم۔، وقول۔ صلى الله عليه وسلم۔ حجة؛ لدلالة المعجزة على صدقه ولأمر الله تعالى إيانا باتباعه؛ ولأنه لا ينطق عن الهوى إن هو إلا وحي يوحى، لكن بعض الوحي يتلى، فيسمى كتابا، وبعضه لا يتلى، وهو السنة۔"[42]

۲۔﴿هو الذى بعث فى الأميين رسولا منهم يتلو عليهم آياته ويزكيهم ويعلمهم الكتاب والحكمة وإن كانوا من قبل لفى ضلال مبين﴾[43]

ترجمہ: وہی ہے جس نے امی لوگوں میں سے انہی میں ایک رسول کو بھیجا جو ان کے سامنے اس کی آیتوں کی تلاوت کریں، اور ان کو پاکیزہ بنائیں، اور انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیں، جبکہ وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے تھے۔

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالی نے نبی ﷺ کے بعثت کے مقاصد میں تعلیم کتاب اور تعلیم حکمت بیان فرما کر امت پر اس کے عمل کو واجب کیا ہے، جیسا کہ علامہ ابن قیمؒ نے ذکر فرمایا ہے:

"المسألة الثامنة: وهي قول السائل ما الحكمة، فيكون عذاب القبر لم يذكر في القرآن مع شدة الحاجة إلى معرفته، والإيمان به ليحذر ويتقى؟

فالجواب منه على وجهين: مجمل ومفصل

أما المجمل: فهو أن الله سبحانه تعالى أنزل على رسوله وحيين، وأوجب على عباده الإيمان بهما، والعمل بما فيهما، وهما الكتاب والحكمة، وقال تعالى: ﴿وأنزل الله عليك الكتاب والحكمة﴾، وقال تعالى: ﴿هو الذى بعث فى الأميين رسولا منهم يتلو عليهم آياته ويزكيهم ويعلمهم الكتاب والحكمة، وقال تعالى: ﴿واذكرن ما يتلى فى بيوتكم من آيات الله والحكمة﴾۔

فالكتاب هو القرآن والحكمة هي السنة باتفاق السلف وما أخبر به الرسول عن الله فهو في وجوب تصديقه والإيمان به كما أخبر به الرب تعالى على لسان رسوله، هذا أصل متفق عليه بين أهل الإسلام لا ينكره إلا من ليس منهم۔۔۔الخ"[44]

علامہ ابن قیمؒ کی اس پوری عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن کریم میں بعض نہایت ضروری احکام وعقائد کو بھی بیان نہیں کیا گیا، جیسا کہ عذاب قبر کا عقیدہ ہے کہ یہ قرآن کریم میں مذکور نہیں ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالی نے دو قسم کی وحی نازل فرمائی، ایک "کتاب" اور دوسری "حکمت"، اور "حکمت" سے مراد سنت نبویہ ﷺ ہے، اور وحی کی یہ دونوں قسمیں قرآن کریم کی کئی آیات سے ثابت ہیں، چنانچہ اہل سنت والجماعت کا یہ اجماعی عقیدہ ہے کہ جس طرح کتاب اللہ پر ایمان لانا ضروری ہے، اسی طرح بلا کسی تفریق کے "حکمت" یعنی سنت پر بھی ایمان لانا ضروری ہے۔

۳۔﴿وما جعلنا القبلة التى كنت عليها الا لنعلم من يتبع الرسول ممن ينقلب على عقبيه﴾[45] اور جس قبلہ پر تم پہلے کاربند تھے، اسے ہم نے کسی اور وجہ سے نہیں، بلکہ صرف یہ دیکھنے کے لئے مقرر کیا تھا کہ کون رسول کا حکم مانتا ہے اور کون الٹے پاؤں پھر جاتا ہے۔

آپ ﷺ مدینہ منورہ میں ہجرت کے بعد سولہ، سترہ مہینے بیت المقدس کی طرف متوجہ ہو کر نماز پڑھی، اور صحابہ کرامؓ کو بھی بیت المقدس کی طرف رخ کرنے کا حکم فرمایا، اس کے بعد پھر آپ ﷺ نے کعبۃ اللہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے کا حکم دیا، جس پر یہودیوں نے اعتراض کیا کہ مسلمان اپنے قبلے میں بھی متردد ہیں، کبھی اِس طرف اور کبھی اُس طرف رخ کرتے ہیں، تو اس پر اللہ تعالی نے آیت نازل فرما کر ان کو جواب دیا کہ یہ سب کچھ اللہ تعالی کی طرف سے تھا، یہاں قابل غور بات یہ ہے کہ بیت المقدس کی طرف رخ کرنے کا حکم قرآن کریم میں موجود نہیں

ہے، بلکہ صرف آپ ﷺ نے صحابہ کو حکم دیا تھا، جس کو اللہ تعالی نے اپنی طرف منسوب کر کے یہود کو "سفہاء یعنی بے قوف" کہا، چنانچہ ارشاد باری تعالی ہے:﴿سيقول السفهاء من الناس ماولاهم عن قبلتهم ...الخ﴾[46]

اسی طرح جب آپ ﷺ نے غزوہ بنو نضیر میں یہود کے درختوں کو جلانے اور کاٹنے کا حکم دیا، تو یہود نے اس پر شور مچایا کہ مسلمان تو امن کے داعی ہے، اب اس فساد کاری کو دیکھو، تو اس پر اللہ تعالی نے مسلمانوں کی تائید میں آیت نازل فرما کر اس فعل کو اپنی طرف منسوب کیا، حالانکہ قرآن کریم میں اس کا کوئی تذکرہ نہیں ہے، چنانچہ ارشاد باری تعالی ہے:﴿ماقطعتم من لينة أو تركتموها قائمة على أصولها فبإذن الله...الخ﴾[47]

یہ آیات اس بات کی بین دلیل ہیں کہ حدیث بھی مراد الہی اور اس کی تشریح ہے، جس طرح کتاب اللہ یعنی وحی متلو معتبر اور حجت ہے، بعینہ اسی طرح سنت رسول ﷺ یعنی وحی متلو بھی قابل حجت، قابل استدلال اور معتبر ہے۔

سنت رسول ﷺ بھی محفوظ ہے:

جس طرح وحی متلو یعنی قرآن کریم محفوظ ہے، اور اللہ تعالی نے فرمایا:﴿انا نحن نزلنا الذكر وإنا له لحافظون﴾[48]

ترجمہ: بیشک جس ذکر (قرآن کریم) کو ہم نے نازل کیا ہے تو بلاشبہ اس کی حفاظت بھی ہم خود ہی کریں گے۔

یہ اعلان وارشاد فرما کر تا قیامت اس کی حفاظت کی ضمانت دی ہے، اسی رب کریم نے احادیث رسول ﷺ کی بھی حفاظت کا انتظام فرمایاہے، کیونکہ آیت مذکورہ میں "ذکر" کے مفہوم میں جہاں قرآن کریم داخل ہے، وہاں احدیث مبارکہ بھی اس کا مصداق ہیں، اور ان کی بھی حفاظت کا وعدہ ہے، چنانچہ علامہ ابن حزمؒ نے اس موضوع پر کافی سیر حاصل بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"وقال تعالى:﴿انا نحن نزلنا الذكر وإناله لحافظون﴾، وقال تعالى:﴿قل إنما أنذركم بالوحي ولا يسمع الصم الدعاء إذا ماينذرون﴾، فأخبر تعالى كما قدمنا أن كلام نبيه- صلى الله عليه وسلم- كله وحي، والوحي بلاخوف ذكر، والذكر محفوظ بنص القرآن، فصح بذلك أن كلامه صلى الله عليه وسلم كله محفوظ بحفظ الله عزوجل، مضمون لنا أنه لايضيع منه شيئ إذ ما حفظ الله تعالى فهو باليقين، لاسبيل إلى أن يضيع منه شيئ."[49]

علامہ ابن حزمؒ کی اس پوری عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالی نے قرآن کریم میں اپنے نبی ﷺ کی باتوں کو وحی سے تعبیر فرمایاہے، اور ظاہر ہے کہ وحی اور ذکر ایک شئ ہے، جب اللہ تعالی نے ذکر کی حفاظت کی ذمہ داری لی ہے، تو وحی کی حفاظت بھی مسلمات میں سے ہیں، اور جب آپ ﷺ کے اقوال وافعال وحی ہے تو ان کا بھی محفوظ اور مضمون ہونا ثابت ہو گیا ہے۔

ایک اشکال کا جواب: یہاں بعض مستشرقین نے یہ اعتراض کیا ہے کہ آیت میں ذکر سے مراد صرف قرآن کریم ہے، لہذا اس آیت سے حدیث کی حفاظت پر استدلال نہیں کیا جا سکتا ہے، اور اس آیت کی بنیاد پر احادیث کو محفوظ نہیں کہا جا سکتا ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ جب اللہ تعالی نے اپنے کلام کی تشریح رسول اللہ ﷺ کی ذمہ قرار دی ہے، تو لامحالہ آپ کی باتوں کو محفوظ ماننا پڑے گا، وگرنہ قرآن کریم سے انتفاع ناممکن اور باطل ہو جائے گا، اور ایسا ممکن نہیں ہے، لہذا ہمیں لازما نبی کریم ﷺ کے احادیث کو محفوظ ماننا ہو گا۔

غرض یہ ہے کہ امت محمدیہ ﷺ پر اللہ تعالی کا یہ عظیم احسان اور اس امت کی خصوصیات میں سے ہیں کہ اللہ تعالی نے اس امت میں ایسے نابغۂ روزگار اشخاص پیدا فرمائے، جن کو بیک وقت لاکھوں احادیث سند اور متن دونوں کے ساتھ یاد تھیں، انہوں نے تمام رواۃ حدیث کی تحقیق کر کے صحیح اور ضعیف احادیث کو الگ الگ کر دیا، غلط اور من گھڑت روایت بیان کرنے والوں کی تعیین کر کے امت کے لئے احادیث مبارکہ کا ایک بیش بہا خزینہ، بے مثال اور محفوظ گلدستہ تیار کیا، انہی محدثین عظام کے کاوشوں کے بدولت احادیث مبارکہ کا یہ ذخیرہ محفوظ ہاتھوں سے ہم تک پہنچا ہے، جوں توں محفوظ ہے، اور ان شاء اللہ تا صبح قیامت محفوظ رہے گا۔

مراجع ومصادر:

1 - عثمانی محمد تقی، "درس ترمذی" مکتبہ دارالعلوم کراچی، ۲۰۱۵ء، ج:۱، ص:۱۷،
2- أیضًا
3- صالح الدکتور علوم الحدیث،، ص:۱۷، ۱۸
4- الطور:34
5- الزمر:23
6- عثمانی محمد تقی، "درس ترمذی" مکتبہ دارالعلوم کراچی، ۲۰۱۵ء،، ج:۱، ص:۱۸
7- العینی بدرالدین، "عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری"، متوفی ۱۸۵۵ الھجری، ج:۱، ص:۱۱، المکتبۃ الرشیدیۃ، پاکستان
8- السخاوی، أبوالخیر محمد بن عبدالرحمنؒ، متوفی ۱۹۰۲ الھجری "فتح المغیث بشرح ألفیۃ الحدیث"، دارالمناھج، مصر ج:۱، ص:۲۲،
9- السیوطی العلامۃ جلال الدینؒ "تدریب الراوي"، ج:۱، ص:۴۲
10- الضحی، آیت ۱۱
11- قشیری مسلم بن حجاج "صحیح مسلم"، ج:۲، ص:۴۱۴
12- مشکوۃ المصابیح، ج:۱، ص:۳٦
13- آل عمران، آیت:۱۷۹
14- النسآء، آیت:۱۷۰
15- الأعراف، آیت:۱۵۸
16- النور، آیت:٦۲
17- النور، آیت:۴۷
18- الأحزاب، آیت:۲۱
19- النسآء، آیت:٦۹
20- النور، آیت:٦۳
21- الفتح، آیت: ۱۷
22- عبدالبر العلامہ، "جامع بیان العلم وفضلہ"، ج:۱، ص:۱۷۵

23- أیضًا

24- ترمذی اابو عیس "سنن ترمذی"، ج:۱، ص:۱۱۰

25- مجمع الزوائد، کتاب العلم، ج:۱، ص:۱۲٦

26- إعلام الموقعین عن رب العالمین، ج:۱، ص:۳۸

27- سورۃ آل عمران، آیت:۳۱

28- سورۃ النسآء، آیت:۸۰

29- سورۃ آل عمران، آیت:۳۲

30- سورۃ محمد، آیت:۳۳

31- سورۃ التغابن، آیت:۱۲

32- سورۃ النسآء، آیت:۵۹

33- البخاري، محمد بن اسماعیل بن سورہ، صحیح البخاری "رقم الحدیث:۷۱۳۷، ومسلم، رقم الحدیث:۱۸۳۵

34- البخاري، محمد بن اسماعیل بن سورہ، صحیح البخاری "البخاري، رقم الحدیث:۷۲۸۰

35- قشیری مسلم بن حجاج" صحیح مسلم"، رقم الحدیث:۱۳۳۷

36- سنن أبي داود، ج:۲، ص:۲۷۹، سنن ترمذی، ج:۲، ص:۳۸۳

37- سنن ابن ماجہ، ج:۱، ص:٦

38- السنة النبوية ومكانتها في ضوء القرآن الكريم، ص:۳۸

39- الأنعام، آیت:۳۳

40- النحل، آیت:۴۴

41- النجم، آیت:۳/۴

42- المستصفی، ج:۱، ص:۱۰۳

43- الجمعة، آیت:۲

44- ابن القیم العلامۃؒ "کتاب الروح"، ج:۱، ص:۷۵

45- البقرۃ، آیت:۱۴۳

46- البقرۃ، آیت:۱۴۲

47- الحشر، آیت:٦

48- الحجرات:15

49- ،ابن حزمؒ، الإحکام في أصول الأحکام ج:۱، ص:۱۲۱

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.